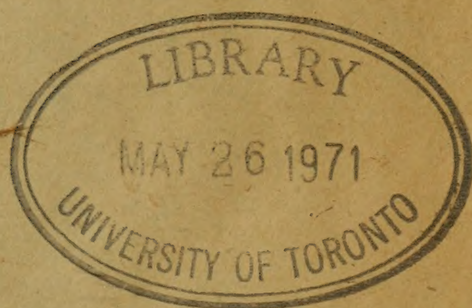


Hafizulhaq, Muhammad
al-Mahdi


LIBRARY
MAY 26 1971
UNIVERSITY OF TORONTO

المہدی

یعنی

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مفصل حالات

مصنفہٗ

جناب مولوی محمد حفیظ الحق صاحب مچھلی شہری

وکیل ہنمکنڈہ ملک حیدرآباد - نظام

حسب فرمایش

محترمی جناب مولوی محمد انعام اللہ خانصاحب عارف رئیس بہادرگڈھ ضلع میرٹھ

باہتمام

کمترین محمد شمس الدین ابن جناب منشی محمد فخر الدین صاحب تاجر کتب مالک مطبع فخر المطابع

بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

شمس المطابع لکھنؤ محلہ بلوچپورہ مین چھپی

بار اول ۲۴۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۴ر

L. 2/25



جہانتک نو تصنیف کتابیں میری نظر سے گذریں اور جتنی کتابوں کے نام میں نے سُنے افسوس ہو کہ کسی نے المہدی نام کی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی یا میں نے اپنی قسمتی سے نہ دیکھا نہ سنا۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ میں اس رسالے کے لکھنے کی جرأت کرتا ہوں۔ اگر کوئی کتاب موجود ہو تو ناظرین مجھے معذور سمجھ کر معاف کریں اس لیے کہ وہ میری نظر سے نہیں گزری ورنہ ہرگز قصد نہ کرتا۔ اور اگر کوئی کتاب موجود نہ ہو تو ناظرین اس کو ضرور دیکھیں۔ اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ کوئی کتاب موجود بھی ہو تو اسکو ضرور ملاحظہ کریں اسلیے کہ اسمیں مورخانہ و محققانہ بحث کی گئی ہے اور اتنے واقعات ایک جگہ جمع کیے گئے ہیں جو کسی ال یا حالات میں نہ ملینگے۔ اگر ناظرین اُن حالات سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے تو حدیث و تواریخ و سیر و تفسیر و کتب مناظرہ کی بیشمار کتابوں کی سیکڑوں جلدیں اور ہزاروں اوراق اُلٹنے پڑتے اور شاید پھر بھی معلوم نہ ہو سکتے میں اپنے ناظرین کو اس کی اُمید دلاتا ہوں کہ وہ اس مغز زدنا ہو ر و لفریب مقدس نام کے متعلق جن جن باتوں کے آرزومند ہونگے اُنکو اس مختصر رسالہ میں ضرور پائینگے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم +

حفیظ الحق (مچھلی شہری)

آنحضرت صلعم کی حضرت مہدی آخرالزمان کی نسبت پیشینگوئی

ا۔ بعض لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہل کتاب کے حالات اور انکے

مذہب کی حقیقت وکیفیت دریافت کرنے کے لیے توریت وانجیل دیکھنے لگے آپ نے فرمایا
کہ کیا یہود ونصاریٰ ہو جاؤ گے خدا کی قسم اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو اُنکو میری اتباع کر
بغیر چارہ نہ ہوتا حضرت عیسیٰ تو میری اتباع خود ہی کریں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کیونکر
آپ نے فرمایا قریب قیامت حرم کعبہ میں میری ذریت سے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ محمد نام ابوالقاسم
کنیت مہدی لقب جس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ آسمان سے اُتریں گے۔ مہدی امام بنینگے
اور حضرت عیسیٰ مقتدی۔ دیکھو کتاب حلیہ الابو نعیم۔ حدیث ابوسعید پوری عبارت مختلف
احادیث وکتب سیر سے لی گئی ہے ✣

۲۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کسی کو جائز نہیں کہ محمدؐ نام اور
ابوالقاسم کنیت جمع کرے مگر ہاں تیری ایک اولاد کو جائز ہے ✣

۳۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت قائم نہو گی جبتک کہ قریش سے بارہ شخص خلیفہ نہوں

۴۔ حضرت مہدی موعود کی منقبت میں حضور صلعم نے ایک روز فرمایا کہ وہ عدل سے
دنیا کو ایسا بھر دیگا جیسا کہ ظلم سے بھر گئی ہو اور وہ دشمنان دین سے پورا انتقام لیگا ✣

۵۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مہدیؑ شکل وصورت قد وقامت چشم وابرو
رنگ روپ میں میرا شبہ ہوگا۔ نام محمد کنیت ابوالقاسم ماں کا نام آمنہؓ باپ کا نام عبداللہ
ہوگا۔ کسی نے کہا آپ ہی تو نہ ہوں گے آپ نے تبسم فرمایا ✣

حضرت انسان کے مزاج میں جلدی بہت ہے

عوام کا تو خیر ذکر ہی کیا ہے وہ تو جس چیز کی آرزو کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ پرسوں
کی جگہ کل۔ کل کی جگہ آج۔ آج کی جگہ اسی وقت ہو جائے مگر میں دیکھتا ہوں کہ خواص
خص الخواص بلکہ انبیاء ومرسلین بھی اِس خاصۂ بشری سے خالی نہیں ✣

۱۔ ایک ظریف کا قول ہے کہ جب حضرت آدمؑ کے جسم میں روح پھونکنے لگے ہنوز سینے
سے نیچے روح نہیں پہنچی تھی کہ آپ نے کھڑے ہونے کا قصد کر دیا۔ پیروں تک روح پہنچی
نہ تھی اسوجہ سے گر پڑے اور خلق الانسان عجولا کے ہتک خطاب نسل بھر کو دلا گئے ✣

۲۔حضرت آدمؑ کو تقرب شجر حسد سے منع کیا گیا تھا۔مرتبہ ائمہ اہلبیت دیکھکر فوراً ہی حسد و حرص کر بیٹھے
۳۔حضرت آدم علیہ السلام کو گیہوں کھانے سے منع کیا تھا دوام اور خلود کا فائدہ سنتے ہی بغیر مشورہ و اجازت جلدی سے کھا بیٹھے ؛

۴ حضرت یوسفؑ نے خواب میں سلطنت دیکھی باپ کے منع کرنے پر بھی بھائیوں سے جلدی کہدیا
۵۔حضرت موسیٰؑ طور پر گئے قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی آکر اپنے بڑے بھائی حضرت ہارونؑ پیغمبر کی داڑھی پکڑے پوچھنے سے پہلے ؛

۶۔رسول اللہ صلعم نے خواب دیکھا کہ ہم طواف کعبہ کر رہے ہیں اگر اپنے رب سے پوچھتے استخارہ کر لیتے تو اللہ پاک ضرور خبر کر دیتا مگر آپ نے فوراً ہی کوچ کر دیا اور جب صلح کی ٹھہری تو اللہ صاحب نے اپنے حبیب اور مومنین کی تسکین خاطر کے لیے فرمایا کہ آپکا خواب سچا ہے خدا کی طرف سے آپ عنقریب حرم میں داخل ہونگے طواف کریں گے ؛

۷۔رسول اللہ صلعم کی آرزو تھی کہ کعبہ معظم قبلہ بنا دیا جاوے۔وعدہ تو ہو ہی چکا تھا مگر آپ کو اسقدر شوق تھا عجلت تھی کہ بار بار نمازمیں آسمان کیطرف منھ اٹھاتے کہ حکم آتا ہے یا نہیں ؛

۸۔رسول اللہ صلعم کمال شفقت و محبت سے چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہوں۔جب اسکی منظوری آئی کہ ہاں خلیفہ ہونگے تو آپ نے فوراً درخواست کر دی کہ وہی سب سے اول خلیفہ ہوں مگر یہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔دیکھو کنز العمال باب خلافت ؛

۹۔باوجودیکہ حضرت عمرؓ خیبر میں چند ناکام معرکہ آرائیاں دو ایک روز کر چکے تھے مگر جب دوسرے روز لیے جانے والے کی منقبت سنی تو سخت آرزو کر بیٹھے ؛

معزز ناظرین اس مختصر رسالہ میں اس کی گنجائش نہیں کہ اس سے بڑی طولانی فہرست حضرت انسانکی عجلت کی پیش کر سکوں۔جاننے والے۔سمجھنے والے پہنچانے والے۔کیلئے کافی ہے۔اس سے آپ اندازہ کر لیں گے کہ حضرت انسان میں کس قدر تعجیل کاری تھی اس نام مقدس حضرت مہدیؑ میں وہ انتہا کے جذبات اور خصوصیتیں ہیں کہ انکے مناقب و فضائل جس قدر بتائے گئے ہیں ممکن نہ تھا کہ لوگ اسکے آرزومند نہ ہوتے۔ان کے اعلےٰ مناقب میں یہ بات بھی درج تھی کہ ہدایت و اصلاح امت بہت ہوگی تبھی تو ایک

کام بھی ذرا اصلاح و ہدایت کے انجام دیئے فوراً حرص کر بیٹھا کہ ہم وہی مہدی موعود ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ خود اس شخص نے مہدویت کا دعویٰ نہیں کیا مگر اُس کے حواشی اور دوستوں نے اس کو مہدی بنا دیا۔ نبوت و رسالت تو ختم ہی ہو چکی تھی ایک مہدویت کا مرتبہ ایسا تھا جسکے جرأت کرنے کی گنجائش ہو جاتی تھی اس لیے ناظرین جہاں تک گنجائش ہو گی مختصراً میں ان لوگوں کی ایک فہرست دوں گا جنھوں نے کچھ ناموری و شہرت پانے یا اچھا کام کرنے کے بعد یا تو خود مہدویت کا دعویٰ کر دیا یا دوسروں نے ان کو مہدی بنا دیا۔ وباللہ التوفیق

حضرت محمد حنفیہ ابن امیرالمومنینؓ علی ابن ابی طالبؑ نے جب یہ سُنا کہ حضرت علیؓ کی ایک اولاد کو محمد نام اور کنیت ابوالقاسم رکھنا جائز ہوا ہے۔ جب اُنھوں نے امام مظلوم شہید کربلا کے دشمنوں سے بذریعہ مختار کے خوب انتقام لیا محبان اہلبیت کا دل خوش کیا مومنین کے دلوں میں خاص وقار پایا تو اُس حدیث پر استدلال کر کے ابوالقاسم کنیت اختیار کر لی۔ نام محمد تو باپ ہی نے رکھ دیا تھا جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ نام اور کنیت ساتھ رکھنا جائز نہیں تو حدیث سُنائی کہ میرے باپ سے وعدہ تھا کہ ان کی ایک اولاد کو جائز ہے۔

معزز ناظرین یہ ان کی جلدی تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مشار الیہ حضرت مہدی آخرالزمان تھے جن کا محمد نام ابوالقاسم کنیت ہوگی۔ ممانعت کی وجہ بھی یہی ہے تاکہ وہ عظیم الشان ذات نام اور کنیت کی مشابہت والتباس سے محفوظ و ممیز رہے۔ محمد ابن حنفیہ نے نام اور کنیت ہی جمع کرنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ مہدویت و امامت کا دعویٰ کر دیا۔ امامت کی دلیل یہ پکڑی کہ امامت کے لیے تلوار پکڑ کر دشمنوں سے لڑنا ضرور ہے اور میں ایسا کر چکا ہوں اور کر رہا ہوں۔ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین عابد بیمار کربلا اور محمد ابن حنفیہ کا مناقشہ دعوئے امامت مشہور و معروف ہے۔ محمد ابن حنفیہ کے متعلق ان کے حواشی اور دوستوں

نے بہت عرصہ تک مہدویت کا نعرہ بلند کیا اور مشہور کرتے رہے جن میں مختار شفقی اور اُس کی ذریّتہ مشہور و معروف ہے ❖

بعضوں نے کہدیا لا مہدی الا عیسےٰ - علامہ زرقانی کا خدا بھلا کرے جس نے اس حدیث کو مردود ٹھہرایا اور خود ابن ماجہ نے حدیث ابی امامہ میں صراحت کردی جس سے ثابت ہوگیا کہ مسیح اور ہیں اور مہدی اور - باب کی مناسبت سے پچھلے باب کی چند مثالیں اور سُن لیجیے - حضرت جعفر نے فرمایا کہ مہدی موعود سنہ ۲۰۰ ہجری میں قائم ہوں گے - ابو قبیل کہتے ہیں کہ آدمیوں کا اجتماع مہدی موعود پر سنہ ۲۰۴ ہجری میں ہوگا - تفسیر کواشی میں جناب امیر کا قول ہے کہ جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کے اعداد گزر جائیں گے تو وہ وقت مہدی موعود کے تولد کا ہوگا - جس کو شیخ اکبر نے دو بیتوں میں نظم کیا ہے ❖

اذ فقد الزمان علے حروف	ببسم اللہ فالمہدی قیاما
وذورات الخروج عقیب صوم	الا بلغہ من عندی سلاما

اگر حرف (را) کو مکرر نہ شمار کیا جائے تو سات سَو چھیاسی عدد ہوتے ہیں اور اگر مکرر شمار کریں تو گیارہ سَو چھیاسی ہوتے ہیں - تفسیر روح المعانی جلد ثانی صفحہ (۶۶۷) سورہ نور ❖

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کا نزول سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار کے بعد ہوگا مگر اُنھوں نے بھی عددی کا تعین نہیں کیا - کسی عالم یا درویش نے مکاشفہ سے فتوے لگایا کہ دسویں صدی میں ظہور مہدی خروج دجال - نزول عیسےٰ - ہوگا - اس پر جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامتہ الف) میں بڑی تخمینہ بازیاں کیں - اپنے جامع صغیر میں ایک حدیث روایت کی کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں - لیکن صاحب سراج منیر شرح جامع صغیر نے اِس کو واہی

لکھ دیا۔مناوی نے بھی ایسا ہی کہا۔ابن اثیر نے اس قسم کے تمام حدیث کو موضوع کہہ دیا۔اور پھر خود سیوطی نے اپنے رسالہ برزخیہ میں ایسے کل احادیث کے ضعیف ہونے کا اقرار کیا۔(جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء)

شیعہ امامیہ کے مختلف فرقوں کے اقوال

۱۔قرامطہ کہتے ہیں کہ محمدؐ بن اسمٰعیل بن جعفر حسب وصیت اپنے باپ کے امام ہیں اور مرے نہیں۔وہی مہدی ہیں اور زندہ ہیں۔انھیں پر علوم اولین و آخرین تمام ہوئے۔وہی صاحب الزماں ہیں ان کی اطاعت میں ہدایت و نجات منحصر ہے +

۲۔اسماعیلیہ کہتے ہیں امامت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں قیامت تک قائم رہے گی۔اور قائل ہیں کہ امام موت کے بعد دُنیا میں لوٹ آئینگے +

۳۔جارودیہ۔(یہ فرقہ اپنے رئیس کی طرف منسوب ہے جو خراسان کا باشندہ تھا اور اس کو ابوالجارود زیاد بن منذر عبدی کہتے ہیں۔اِس کا نام امام محمدؐ باقر نے سرحوت رکھا تھا) کہتے ہیں کہ امامت حضرت زین العابدین سے زید شہید کو ان سے اولاد امام حسنؑ کو اور اسی سلسلے میں محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن کو پہونچی جن میں امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام منتظر ہیں یہ محمدؐ خلیفہ منصور کے عہد میں دعوے امامت کی وجہ سے مدینے میں مقتول ہوئے مگر یہ لوگ اِن کے مقتول ہونے کے منکر ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ محمدؐ بن عبداللہ جلدی خروج کریں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے +

۴۔بعض جارودیہ کہتے ہیں محمدؐ بن عبداللہ مقتول ہوچکے ان کے بعد امامت محمدؐ بن قاسم بن علی کو پہونچی یہی امام منتظر ہیں۔اُنھوں نے معتصم کے

زمانے میں خروج کیا تھا۔ گرفتار ہوئے۔ قید کیے گئے۔ اور قید خانے میں انتقال کیا مگر یہ لوگ ان کی موت کے منکر ہیں ٭

۵۔ بعض کہتے ہیں کہ امامت ان کے بعد یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی زین العابدین کو پہنچی انہوں نے محمد بن عبداللہ بن طاہر حاکم عراق کے زمانے میں خروج کیا تھا مستعین کے عہد میں مارے گئے۔ مگر وہ لوگ ان کی موت کے منکر ہیں ٭

امامت کے شرائط بدقسمتی سے لوگوں نے یہ قرار دیئے ہیں مظلوموں کی مدد کرے۔ امر معروف و نہی منکر بجالائے۔ اپنی متابعت کے لیے لوگوں کو بلائے۔ تلوار لے کر خروج کرے۔ اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وغیرہ۔ وغیرہ ٭

۶۔ جلد سیوم ناسخ التواریخ صفحہ (۷۰۴) میں لکھا ہے کہ جماعت کیسانیہ امامیہ میں ایک فرقہ حسانیہ امامیہ ہے وہ کہتا ہے امام چار ہیں۔ امیر المومنین علیؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ۔ چوتھے محمد بن حنفیہؓ ٭

۷۔ مہدویہ قائل ہیں کہ عبیداللہ جس نے اپنا لقب مہدی کیا تھا۔ امام قائم ہے اور یہی مہدی موعود ہے اور اپنے اس عقیدے کی دلیل میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ علی راس ثلثمائۃ تطلع الشمس من مغربہا۔ یعنی تیسری صدی کی شروع میں آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا اور کہتے تھے کہ آفتاب سے مراد عبیداللہ مہدی اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے ٭

۸۔ حسنیہ و تقسیہ جن کا ظہور ۱۹۵ھ ہجری میں ہوا۔ ان کا اعتقاد ہے کہ محمد بن عبداللہ جو نفس ذکیہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ جنہوں نے بعہد منصور دوانیقی خلیفہ بغداد ۱۴۵ھ ہجری میں خروج کیا تھا مارے نہیں گئے۔ بلکہ غائب اور مخفی ہیں عرصہ کے بعد ظہور کریں گے ٭

۹۔ باقریہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام محمد باقرؑ مرے نہیں بلکہ زندہ

اور مہدی منتظر ہیں *

۱۰-حاصریہ ان کا عقیدہ ہے کہ امام باقر کے بعد ان کے بیٹے ذکریا امام ہیں اور وہ کوہ حاصر میں چھپے ہوئے ہیں جب ان کو اللہ حکم دیگا تو نکلیں گے *

۱۱-ناؤسیہ-(یہ عبد اللہ بن ناؤس بصری کے متبع ہیں) یہ چھ شخصوں کی امامت کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ امام جعفر صادق زندہ ہیں غائب ہو گئے ہیں اور وہی مہدی موعود ہیں۔ ان میں بعض کہتے ہیں کہ بعضے شیعہ صادق کبھی کبھی خلوت میں اُن کو دیکھ لیتے ہیں۔(ان کا ظہور ۱۴۵ھ میں ہوا-) *

۱۲-ممطوریہ یہ لوگ حضرت موسےٰ کاظم کے حیات کے قائل ہیں۔ کہتے ہیں وہ مرے نہیں اور انہیں کو مہدی موعود اور امام منتظر جانتے ہیں۔ حیّ لایموت سمجھتے ہیں۔ بعض رجعت کے قائل ہیں *

۱۳-جعفریہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری لاولد فوت ہوے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور نہ ان کے کوئی بیٹا محمد نامے پیدا ہوا۔ یہ حضرت محمد مہدی کی ولادت کے منکر ہیں *

۱۴-مولف کتاب کے ہموطن سید محمد جونپوری نے جب ذرا علم و فضل میں کمال پیدا کیا تو شاہی فوج میں جاہل پٹھانوں کے سامنے مہدویت کا دعویٰ کر دیا۔ ابتدا اس کی فوج کے جاہل پٹھانوں ہی سے ہوئی مگر جب آگ سلگ جاتی ہے تو خشک و تر کو مطلق نہیں چھوڑتی۔ ہم افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ بعض احمق سادات و شیوخ بھی ابتک اس عقیدہ پر قائم ہیں *

۱۵-مرزا غلام احمد قادیانی۔ جن کے اعلےٰ درجہ کی تحریرات مذہب اسلام کی حمایت میں مشہور و معروف ہیں ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں کہ یہ انہیں کے لکھے ہوے ہیں یا ان کے مرید باختصاص حکیم نورالدین صاحب کے بہرکیف انھیں کی طرف منسوب ہیں۔ جب کشف و کرامات یا قبولیت دعا کے کچھ آثار

دیکھے تو مہدویت کا دعوے کردیا - مہدی اور مسیح ایک ہی ہیں - یہ ایک مشہور قول تھا - انگریزوں کے مسیح کے مقابلہ میں جو مرزا صاحب نے کچھ تفوق دیکھا تو مستجیب اور مبعوث من اللہ ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے - ناظرین یہ ان کا کچھ نیا دعویٰ نہیں ہے - قوم نے جس جس کو امام مانا ہے اُس کو مبعوث من اللہ قرار دیا ہے +

۱۶ - امامیہ اثنا عشریہ - جن کا ظہور بروایت صواعق محرقہ ۲۵۶ھ ہجری میں ہوا - جنھوں نے متقدمین شیعوں کے بہت سی بیہودہ غلطیوں کو چھوڑ دیا بہت سے خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ کو متروک کیا اور بعد ترمیم و اصلاح ایک مذہب و معقول مذہب بنالیا - یہ کہتے ہیں کہ امام دوازدہم محمد بن حسن ہیں ابوالقاسم کنیت ہے - القاب مہدی و منتظر و خلف الصالح و صاحب الزمان و حجت و قایم ہے - اور یہی مہدی موعود اور امام منتظر ہیں - زندہ ہیں مرے نہیں - کہتے ہیں کہ خوف اعدا سے غائب ہو گئے - ظاہر ہو کر زمین کو عدل سے بھر دیں گے - جس طرح کہ جور سے بھر گئی ہے - ان میں بعض عقلاء کا قول ہے کہ وہ مر گئے ہیں پھر دنیا میں لوٹ کر آئیں گے - بعض یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان سفارت کرتے ہیں پھر یہ سفیر اپنی وفات کے وقت جانشین کر دیتے اور یہ سلسلہ ۲۶۶ھ ہجری سے شروع ہوا - وکیل اول عثمان بن سعید عُمری اَسدی تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوجعفر وکیل ہوا - یہ قریب پچاس سال کے وکیل رہا - اس کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح وکیل ہوا اس نے اپنے بعد علی بن محمد سمری کے لیے وصیت کی - یہ علی بن محمد ۳۱۶ھ ہجری میں سفیر ہوا - اور ۳۲۸ھ ہجری میں فوت ہوا - اِس کے بعد سفارت کا سلسلہ بند ہو گیا - وہ خاتم السفراء سمجھا جاتا ہے +

اِس کے بعد امام کی طرف سے کوئی سفیر نہیں آیا اور امام نے غیبت کبرے اختیار کر لی پس غیبت کبریٰ کی ابتداء ۳۲۸ھ ہجری سے ہے - جب تک سفیر

آتے رہے وہ غیبت صغریٰ کہلاتے رہے جن کی مدت (۷۴) سال ہے صاحب کشف الغمہ نے معرفۃ الائمہ نے اس کی تصریح کی ہے - امامیہ سفیر کو امام مخفی کا باپ کہتے تھے - بہت سے لوگوں نے کذب و افترا کی طور پر بھی بابیت و سفارت کا دعوےٰ کر دیا تھا - استرآبادی نے رجال کبیر میں ایسے سفیروں کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے اور صاحب تاریخ مذاہب الاسلام نے اس کو نہایت مشرح بیان کیا ہے ٭

معزز ناظرین - میں بخیال سامعہ خراشی اور نیز اس خیال سے کہ اس تفصیل کو میرے مقصود سے چنداں تعلق نہیں ہے - فہرست کو مختصر کرنے پر مجبور ہوا - تاہم جس قدر لکھا جا چکا ہے ناظرین کی تسکین کے لیے کافی ہے کہ کیونکر لوگوں نے مہدویت کا خود دعویٰ کیا یا کس طرح اور کیوں دوسروں نے اس کو مہدی بنا دیا - اس لیے اب میں دوسری طرف متوجہ ہوتا ہوں ٭

حضرت مہدی کے متعلق اُمّت مرحومہ کے خیالات اور رائیں

اس میں کچھ شک نہیں کہ اُمت مرحومہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت مہدی اخرالزمان ذریۃ رسول سے ہوں گے - مگر ہمارے کچھ بھائی کہتے ہیں کہ وہ آئندہ پیدا ہوں گے اور اس میں ان کو اتنا غلو ہے کہ اس کے خلاف کہنے والوں کی وہ تغلیط کرتے ہیں نہ صرف تغلیط بلکہ شدت سے انکار کرتے ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جب نفس بشارت میں کسی کو اختلاف نہیں ہے یہ بھی متفقہ ہے کہ چالیس برس کے سن میں ظاہر ہوں گے اور اس سے پہلے ان کو کوئی جانتا پہچانتا نہ ہوگا پس یہ کیا مستبعد امر نہیں ہے کہ دنیا میں کوئی آدمی موجود ہو اور اس کو کوئی بھی نہ جانے اور جب آپ چالیس برس تک کسی کے نہ جاننے کو مستبعد عقل

نہیں مانتے تو اگر ہزار دو ہزار برس تک کوئی کسی کو نہ جانے تو اسکے بعید از عقل
ماننے کا کیا ذریعہ ہے - یہ دلیل بھی کوئی معقول دلیل نہیں ہے کہ ہزار دو ہزار برس
کی عمر کا آدمی جوان کیونکر نظر آئیگا - میں پوچھتا ہوں کہ حضرت خضرؑ و الیاسؑ و عیسیٰؑ
و ادریسؑ جن کی زندگی کے کم و بیش سب ہی مقر ہیں کیا یہ جوان ہیں یا بوڑھے -
بوڑھے ہیں تو اس سن تک انسان زندہ کیونکر رہا - بوڑھے ہیں تو اس سن کی
زندگانی سے فائدہ کیا - غریبوں کی جان عذاب میں ہوگی اور اگر جوان ہیں تو
قدرت باری کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے - قدرت باری کا انکار میرے
خیال میں کوئی مومن نہیں کر سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی معرفت خدا
ہوگی اور جب خدا کی قدرت ہی پر مدار ٹھہرا تو حضرت مہدی کی زیادتی عمر میں کیوں
شبہ کیا جائے ۞

سنیوں کی اس قسم کی تقریر تمام اس سے کہ انکے علامہ عصر یا امام نے کہا ہو
عقلاً غلط ہوئی جاتی ہے پس اس امر کے تسلیم کرنے میں جو ہمارے کچھ بھائی
حضرت مہدی کے پیدا ہونے کے متعلق کہتے ہیں ہم کوئی قباحت یا اختلاف
کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے - اور نہ اسلام کی کسی تعلیم کے مخالف پاتے ہیں ۞

مسلم کی اس حدیث و پیشین گوئی کے متعلق کہ بارہ شخص قریش کے ضرور
خلیفہ ہوں گے - قوم نے عادتی جلدی کی - ایک بھائی (خدا انکو بخشے) کہنے
لگے - خلفائے راشدین اور بنی امیہ و بنی عباس کے سات یا آٹھ نکوکار بادشاہ
مراد ہوں گے نکوکار کی قید لگانے کی مجبوراً یہ وجہ ہوئی کہ پیشین گوئی کا
اطلاق فساق بادشاہوں پر کرنا اچھا نہیں معلوم ہوا - خیر اتنا ادب بھی
حضور انور صلعم کا ملحوظ رکھا ورنہ جو غلطی وہ کر رہے تھے وہ تو انکو جہالت
کے عمیق دریا میں پہنچانے والی تھی - ایک بھائی (اللہ ان کو بخشے) یہ کہنے
لگے کہ اس سے مراد جناب امیرؑ حضرات حسنینؑ مع ائمہ اہلبیت - امام زین العابدینؑ
محمد باقرؑ جعفر صادقؑ - موسیٰؑ - رضاؑ - تقیؑ - نقیؑ - عسکریؑ - امام مہدیؑ ہیں -

یہاں بھی وہی مشکل پیش آتی ہے جس طرح فاسق وفاجر وظالم بادشاہان قریش پر مخبر صادق کی پیشین گوئی کا اطلاق کرنا غلط ہوتا ہے۔ اسی طرح ان بزرگان دین کا خلیفہ ہونا (جس سے بادشاہ وقت مراد ہے) بالبداہتہ خلاف واقع ہوگا اس لئے کہ تمام تواریخ سے ثابت ہے کہ بجز جناب امیر اور امام حسن مجتبےٰ کے اور کوئی صاحب کسی زمانے میں خلیفہ نہیں ہوئے تھے۔ اہل علم پر مخفی نہیں کہ امام اور خلیفہ مترادف المعنی الفاظ ہیں اور یہ دونوں لفظ ایک معنی پر اکثر جگہ بولے گئے ہیں۔ الائمۃ من القریش مشہور حدیث ہے یہاں امام سے خلیفہ مراد لیا گیا ہے۔ اہلبیت رسالت کے متعلق حدیث موجود ہے۔ مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا۔ کہ میری اہلبیت کی مثال مثل کشتی نوح کے ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا جس نے منہ پھیرا ڈوب گیا۔ مومنین کم وبیش اس حدیث سے واقف تھے۔ اور خاندان رسالت کے ہر ایک ممبر کو مقتدے و پیشوا و رہبر و رہنما جانتے تھے۔ دین وایمان۔ تصوف وعرفان۔ تفسیر وارکان جو کچھ پوچھنا ہوتا پوچھتے۔ جو حاصل کرنا چاہتے وہ کر لیتے۔ جوش ایمان کی وجہ سے باوجودیکہ نہ وہاں سلطنت تھی نہ حکومت۔ نہ ملک نہ خزانہ۔ مگر مومنین صادقین کا وہاں ہجوم رہتا تھا۔ جو وقار اُن کا کیا جاتا وہ ظالم بادشاہوں کو نصیب بھی نہ تھا بخت واتفاق کہ بادشاہوں کو امیر المومنین یا خلیفہ کے لقب سے پکارتے اور یہ جملہ عام وخاص کے زبان زد ہو گیا تھا۔ امام کا لفظ قریب قریب خالی یا معطل تھا اہلبیت رسالت کے ناموں کے ساتھ اس کا استعمال ہونے لگا اور بالآخر یہ کہا جانے لگا کہ درحقیقت یہی امام ہیں۔ اسی طرح ایک طرف کچھ لوگ خلیفہ وامیر المومنین رہے اور ایک طرف امام۔ لفظ خلیفہ کے مقابل تو لفظ امام مل گیا۔ مگر لفظ امیر المومنین کے مقابل کوئی لفظ مل نہ سکتا تھا اختراع وجدت پسند طبائع کہیں رُک سکتے ہیں اس لیے یا ابن رسول اللہ اور یا ابن امیر المومنین کے الفاظ استعمال ہونے لگے۔ امیر المومنین سے حضرت علی رضی

ابن ابی طالب کو مراد لینے کی معقول دلیل و توجیہ تھی۔ ہمارا مسلک ناظرین کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ میں یہاں پھر دہراتا ہوں کہ ہم کو اس نام و لقب و خطاب سے اختلاف و انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ع

چشم ما روشن و دل ما شاد

مگر ہم کو ایک محققانہ نگاہ اس پر ڈالنی ہے کہ اس کو محدود کرنے سے اسلام اور اسلامیوں کو فائدہ پہونچا یا نقصان۔ حدیث نبوی و بشارت مصطفوی کے منتفع ہونے کا موقعہ ملا یا زائل ہوا۔

رسول اللہ صلعم کے افضلیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت نوح کی کشتی میں جو سوار ہوا بچ گیا۔ کتنی ہی بڑی کشتی کیوں نہو مگر یہ ظاہر ہے کہ اس زمانے کے جہازوں کے برابر تو ہو نہیں سکتی۔ تواریخ سے بھی ثابت ہے کہ اسی ۸۲ بیاسی آدمی سے زیادہ نہ تھے۔ اور یہاں رسول اللہ صلعم کی اہلبیت و ذریتہ کی اتباع و تمسک سے ہر شخص نجات پا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں رکوب سے تمسک و اتباع مراد ہے۔ اگر ذریتہ و اہلبیت سے مخصوص چند افراد مراد ہوں (حالانکہ اس خصوصیت کی کوئی وجہ شرعی یا دلیل عقلی نہیں ہے) تو زیادہ برین نیست کہ نجات پانے والوں کی تعداد محدود ہو کر صرف اُن لوگوں پر رُک جاتی ہے جو اُن کے زمانے میں موجود ہوں۔ نہ اس سے زیادہ۔ دوسرا ذریعہ اتباع و تمسک کا متاخرین کے لیے حدیث و روایت ہی مگر اس میں سخت مشکل آپڑی ہے کہ اگر ائمہ اہلبیت کی حدیث سُنیوں کی کتابوں میں ہے تو شیعہ باوجودیکہ امام صاحب کا نام سنتے ہیں مگر اس سے نہ تمسک کرتے ہیں نہ اتباع اور اسی طرح اگر ائمہ اہلبیت کی حدیث شیعوں کی کتابوں میں ہے تو سُنی باوجودیکہ امام صاحب کا نام سُنتے ہیں مگر اس سے نہ تمسک کرتے ہیں نہ اتباع۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ دونوں معذور ہیں۔ اُن کے معتقدات و خیالات (جسکو انھوں نے ارثاً اپنے علما سے پایا

اور سیکھا ہے اِس کے خلاف پاتے ہیں -) اور جب مختلف روایتیں ملیں تو غریب
کیا کریں - وہ جس فریق کی روایت پر عمل کریں دوسرے فریق کی حدیثوں کے
خلاف کرنا ہوگا - حالانکہ ثقلین کا لفظ ہمارا اپنا بنایا ہوا لفظ ہے - ہم کو تمسک و اتباع
کا حکم ہے نہ یہ کہ ہم سُنّی ہوں یا شیعہ - پھر اس پر یہ طرہ ہوا کہ ایک فریق نے دوسرے
فریق کی اس قدر تکذیب کی کہ دوسروں کے مرویات کو صحیح ماننا دشوار و
محال ہو گیا - غرضکہ اتباع اور تمسک کا دائرہ اتنا تنگ ہو گیا ہے کہ کشتی
نوح میں تو بہرکیف کچھ گنجائش ضرور تھی مگر یہاں مطلق گنجائش باقی نہیں رہی -
اگر اتباع و تمسک سے یہ مراد لیجائے کہ کوئی حالت ہو کوئی بادشاہ ہو جائے -
کسی کے پاس لشکر و خزانہ و سلطنت ہو مگر ہم ذرّیتِ رسول سے ایک شخص کو برائے
نام بادشاہ بنا دیں اور جب بادشاہِ وقت کو اس کی خبر ہو تو اس کو سلطنت کا
دشمن سمجھکر قتل کرادے اور اُس کے ساتھ ہم کو بھی یہ تو اتباع نہ ٹھہری اچھی خاصی
عداوت ٹھہری - یا کچھ لوگ ذریتِ رسول میں ایک شخص کے گرویدہ ہوں اور
کچھ لوگ ایک شخص کے اور کچھ لوگ کسی تیسرے کے اور اتباع کے جوش میں وہ
اپنے ہی محبوب کو بادشاہ بنا دیں تو اغیار ظالم بادشاہوں کو جانے دیجئے یہاں
یہ نئی مصیبت ہوگی کہ ایک ہی خاندان کے چند افراد ایک دوسرے کی جان
کے دشمن ہوں گے اور طوائف الملوکی کا ہر طرف ٹھٹھ لگ جائیگا اور دور دورہ ہوگا ہم کو خدا لگتی کہنا ہے
نہ بابا - رسول اللہ صلعم کا یہ منشا تو ہرگز نہیں ہو سکتا - ضرور ہے کہ قیامت تک
کی ذرّیت و اہلبیتِ رسالت مراد ہوں - یہاں یہ آفت ہو جائیگی کہ کوئی سید سُنّی ہے
کوئی شیعہ - کوئی مقلد ہے کوئی غیر مقلد - کوئی نیچری ہے کوئی قادیانی - کوئی مہدی
ہے کوئی اور - غرض جس کے سینگ جدھر سمائے اُدھر وہ چل کھڑا ہوا - اِس کے
لیے تو بہرکیف بشارت و تسکین ہے کہ وہ جہنمی نہ ہوگا - مگر ہم لوگوں کا کیا حشر ہوگا -
تمسک کریں تو کس پر - اتباع کریں تو کس کی - ہم کو تو معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں
کو رسول اللہ صلعم کے دین سے عداوت و مخالفت تھی اُنھوں نے ایسی بے تکی

حدیث بنادی جس کا کسی پہلو ٹھکانا نہیں ملتا یعنی اتباع قرآن و رسول جس کی بجاآوری کا صاف وصریح حکم آچکا ہے بالائے طاق رہ گیا - اور غریب مسلمانوں کے گردن کوئی ادھر کھینچتا ہے کوئی اُدھر ؎ ع

در دست دیگرے است خزان و بہار ما

یہاں یہ اعتراض پیدا ہو سکتا ہے کہ ائمہ ہدے و اہلبیت اطہار کی روایتوں میں جن مشکلات کا بیان تم اوپر کر چکے ہو وہی مشکلات تو قرآن اور حدیث مصطفوی میں بھی موجود ہیں - تسلیم - مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے ہی میں سیکڑوں ہزاروں حافظ موجود تھے - اللہ پاک نے نہایت شد و مد سے تحدی فرمائی تھی کہ ایک سورہ اس کے مثل بنا کر لاؤ - بڑے بڑے فصحائے عرب عاجز رہ گئے تو ہم کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ موجودہ قرآن ہی قرآن منزل من اللہ ہے - اس لیے کہ اس کا مثل ہی بڑے بڑے علما و ائمہ سے نہیں بن سکا - بڑے بڑے ادیب اسکے مقابلہ سے عاجز ہیں - باقی رہی ترتیب مطابق نزول قرآن اگر نہو تو نہو - ہم پوچھتے ہیں کہ کتب قوانین اور دوسری کتابوں کے دفعات اور باب اگر پلٹ دیئے جائیں تو عمل میں کچھ دشواری ہوگی یا اس کی وقعت کچھ کم ہو جائیگی - جہاں جو حکم ہوگا اپنا اثر رکھیگا - ہمکو کچھ بحث نہیں ہوتی کہ یہ حکم قرآن کے کس حصہ میں ہے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ قرآن موجودہ اُسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے لوح محفوظ پر ہے

دشمن تو دشمن ایسی تقریر تو میرے دوست بھی سنیں کہ کہاں آپکی یہ دعاوی معقولیت اور روشن دماغی و آزادی اور کہاں یہ بےتکی باتیں جنکا سلف صالحین نے بھی دعوی نہیں کیا ؛

معزز ناظرین میں یہ نہیں کہتا کہ مجھ پر وحی آئی یا میں نے نور نبوت و امامت سے لوح محفوظ پر دیکھ لیا - بلکہ نور معرفت سے یہ بات مجھپر ظاہر ہوئی اور اسیلئے میں نے اپنی ذات کی طرف دیکھنے کی نسبت کی ہے ؛

قرآن کی ترتیب الٰہی ہے دلائل عقلی و نقلی - قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب سے

مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ وحی سنکر جلدی جلدی پڑھتے نہ جائے۔ (آپ کی عادت شریف تھی کہ جب قرآن اُترتا تو ساتھی ساتھ آپ دُہراتے جاتے اس حرص و خیال سے کہ شاید بھول نہ جاؤں) میرے ہی ذمہ ہے اسکا اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔ اہل علم سے مخفی نہیں کہ اس قسم کی ہزار ہا باتیں ہیں اللہ صاحب نے اپنے بندونکے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے تو اللہ صاحب نے اپنے جس بندہ سے یہ کام لے لیا۔ کسی دوسرے کو اس میں دم مارنے کی کیا جگہ ہے۔ اور جب اللہ صاحب نے۔ خود اس کام کو اپنے ذمے لیلیا تھا اور کسی سے کام لیا تو ضرور ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق ہی لیا ہوگا۔ مرضی وہی ہوگی جیسا لوح محفوظ میں تھا۔

ایک اور دلیل یہ تو ہم ایسے جاہل بھی جانتے ہیں کہ سورہ اقراء باسم ربک الذی خلق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور وہی سب سے پہلی سورت ہے۔ کیا انکا عقیدہ یہ ہے کہ جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اتنی باتیں بھی نہ جانتے تھے۔ میں نے مانا کہ حضرت علیؓ کی طرح یہ نہ جانتے ہونگے کہ یہ آیت بر میں اتری یا بحر میں شہر میں یا جنگل میں۔ سفر میں اُتری یا حضر میں۔ ظاہر اُتری یا باطن۔ پس اسی طرح ہزاروں آیتوں کے جاننے والے سیکڑوں سورتوں کے جاننے والے۔ سیکڑوں نہیں ہزاروں صحابی موجود تھے۔ کم و بیش جس قدر صاف صاف بالبداہت معلوم تھا اسی قدر ترتیب کا لحاظ کرتے مگر ایسا نہیں کیا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ترتیب لوح محفوظ کی وجہ سے مجبور تھے ❖

ایک اور دلیل میں پوچھتا ہوں کہ ابلیس و آدمؑ۔ موسےؑ و فرعون۔ جنت اور دوزخ وعدہ وعید۔ رحم و غضب۔ دعائیں وغیرہ وغیرہ۔ ہزاروں مضامین قرآن مجید میں متفرق مقامات پر کتنی جگہ وارد ہیں اور ترتیب مضموں کے لحاظ سے اگر مرتب کر ڈالیے تو ایک ایسا بے ربط اور بے جوڑ، مکررات کا ایک مجموعہ ہوگا کہ جس پر اللہ اور نبی صاحب کو دعویٰ تھا امت مرحومہ کو ناز تھا وہ دشمنوں کا نشانہ ملامت بن جاتا۔ اگر چاہو تو اب لکھکر دیکھ لو۔ میں اپنے ہاتھ اور قلم کو ایسے مضمون سے ناپاک و آلودہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

ایک اور دلیل تمام سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے پارۂ جگر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ ہر سال جبرئیل ایک مرتبہ مجکو قرآن سناتے تھے اس سال دو مرتبہ سنایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رحلت کا زمانہ قریب ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس دور اور سُنانے
میں حضرت جبرئیل یا رسول اللہ صلعم کسی ترتیب کا لحاظ فرماتے تھے یا نہیں اور
جس ترتیب کا لحاظ فرماتے صحابہ کا اس سے واقف ہونا ممکن ہے یا نہیں اور اسی
واقفیت سے ترتیب دی اور اگر نہیں ممکن تھا تو محال عقلی ہونے کی کیا دلیل ہے +

ایک اور دلیل اہل علم و صاحبان حدیث پر یہ مخفی نہیں۔ حدیث کی کتابوں میں ہزار ہا
جگہ فضائل سور قرآن میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز ظہر کی پہلی رکعت میں سورۂ بقر
دوسری میں آل عمران۔ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ۔ دوسری میں منافقون۔ پہلی میں سبح اسم
دوسری میں ہل اتیٰ۔ پہلی میں قل یا ایہا الکافرون۔ دوسری میں قل ہو اللہ پڑھا کرتے
اور اس ترتیب کا لحاظ اس قدر تھا کہ اگر اس ترتیب کے برعکس پڑھا جاوے تو بعض لوگ
صحت نماز میں کلام کرتے ہیں پس اگر اس ترتیب قرأت رسول کا لحاظ کر کے صحابہ نے
ترتیب دیا تو وہ مطابق ترتیب رسول اللہ صلعم ہے اور رسول اللہ صلعم کا فعل کافی ثبوت
ترتیب ہے۔ ان ہو الا وحی یوحیٰ کی دلیل سے الحمد للہ علیٰ ذٰلک +

ایک اور دلیل حضرات امامیہ بھی اس کے قائل ہیں کہ یہی ترتیب اصلی ہے۔ وہ کہتے ہیں
میں نے موجودہ قرآن کو اس قرآن سے جو جناب صاحب الامر والزمان کے پاس ہے جا کر مقابلہ کیا تو
بالکل ایسا ہی پایا۔ دیکھو رسالہ خضرا و بیض صفحہ ۱۲ سطر ۹ مؤلفہ ملا باقر مجلسی منقول از آخوند صفہانی شیخ علی بن فاضل
حدیقہ سلطانیہ میں جناب میر صاحب قبلہ فرماتے ہیں (از انجملہ است کہ از حضرت صادق ماثور
است کہ ان ہٰذا القرآن فیہ منار الہدیٰ یعنی در ہمیں قرآن انوار ہدایت و چراغہای دور کنندۂ تاریکی
ضلالت و غوایت روشن است) اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ (از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہ ہای شب تار پس رجوع آرید بقرآن)
شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ قمی رسالہ اعتقادات میں لکھتے ہیں (جسکا میں یہاں ترجمہ
کرتا ہوں) یعنی اعتقاد ہمارا یہ ہے کہ قرآن جسکو اللہ نے نبی پر اُتارا وہی ہے جو دفتیوں میں ہے
اور وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھ میں پایا جاتا ہے الخ مجمع البیان میں سید مرتضیٰ مجتہد مذہب شیعہ فرماتے
ہیں قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہروں اور بڑے بڑے مشہور حادثوں اور واقعوں اور عرب

کے اشعار کا علم۔ کیونکہ قرآن کی نقل کرنے میں بڑی کوشش کی گئی اور قرآن نبوت کا معجزہ ہے علمائے اسلام نے اسکی سخت حفاظت کی ہے۔ پس ایسی سچی محافظت میں کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس میں تغیر یا نقصان ہوگیا ہو۔ محمد حسن عاملی محدث مذہب شیعہ لکھتے ہیں کہ جس نے حدیثوں اور تاریخوں کو خوب دیکھا ہے وہ اس بات کو یقین جانتا ہے کہ قرآن نہایت شہرت اور اعلیٰ درجہ تواتر پر تھا اور ہزاروں صحابی اسکو حفظ و نقل کرتے تھے اور عہد رسول صلعم میں جمع اور مدون ہو چکا تھا +

تفسیر تبیانی میں شیخ ابو جعفر طوسی فرماتے ہیں کہ قرآن میں زیادتی یا نقصان کی بحث مذہب اسلام کے خلاف ہے مذہب صحیح ہمارا یہی ہے کہ نہ قرآن میں زیادتی ہوئی نہ نقصان +

ابو علی طوسی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب یہ ہے کہ قرآن میں نہ زیادتی ہے نہ نقصان۔ کتاب منہاج النجاۃ میں ملا محسن کاشی فرماتے ہیں کلام اللہ میں تحریف اور تناقض کو دخل نہیں۔ بعینہ وہی ہے جو دفتیوں میں موجود ہے اور وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب سید محمد صاحب قبلہ مجتہد لکھنوی کا فتویٰ سنہ ۱۲۹۲ ہجری کا رسالہ تنزیہ القرآن میں موجود ہے کہ جملہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن میں زیادتی یا تغیر نہیں ہے۔ نقصان کے باب میں امامیہ مختلف ہیں مگر صنادید علمائے امامیہ عدم نقصان کے قائل ہیں ان سب کا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن شریف بزمانہ نبوت مجموع و مرتب ہوا ہے اور وہی قرآن بعینہ بے کم و کاست موجود و متداول ہے +

ناظرین اس جملہ معترضہ سے آپکو اتنا تو معلوم ہو چکا کہ اتباع قرآن کا ہمارے پاس کافی ذریعہ ہے اگر ہم کرنا چاہیں۔ اور اتباع رسول کا کافی ذریعہ ہے اگر ہمکو منظور ہو۔ انھیں روایات بالا سے ثابت ہو سکتا ہے کہ صحابہ جنکو رسول اللہ صلعم کی صحبت نصیب تھی وہ آپ کی حدیثوں کی روایت کرنے میں انکی دیانت و امانت و راستی کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت درکار ہے کہ تعلیم دین میں کسی ایک کا بھی جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو سکا۔ ہم جب ان احادیث کو ائمہ اہلبیت اطہار خاندان رسالت کے منقول حدیثوں سے مقابلہ کرتے ہیں تو انکو بالکل یکساں پاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہمارا اعتبار اور بڑھ جاتا ہے۔ ہم نے معقول دلائل سے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ انکو علم رسول اللہ صلعم سے واقفیت کا کافی ذریعہ تھا ہمارے پاس انکے کفر و ارتداد کی کوئی روایت نہیں ہے اور نہ کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ قرآن کی مخالفت بھی کوئی تعلیم دینی نہیں ہے اور جب یہ

سب کچھ ہی تو ہم کو اتباع کے لیے کافی حجت ہی اور اگر اب بھی غلطی پر ہوں تو ہم کو خدا سے امید ہی کہ معذور سمجھ کر معاف کریگا۔ ہم کو آپ کے زمانۂ مبارک میں پیدا نہیں کیا۔ ہم کو جن ذرائع سے خبر ملسکتی تھی اُنھوں نے جھوٹ کہا تو خدایا میرا کیا اختیار تو غفور و رحیم ہی۔ میری لغزشوں سے درگزر فرما۔ اور ایسا بوجھ ہم پر نہ ڈال جس کی ہم کو طاقت نہیں ٭

وضو۔ غسل۔ نماز۔ فرض۔ سنت۔ نوافل۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تراویح غرض کسی ایک مسئلے میں بھی صحابہ اور اہلبیت کی روایتوں میں کوئی فرق نہیں ہی جس سے ہم کوئی بری رائے قائم کرتے۔ باقی رہا انکا دنیاوی ذاتی فعل نہ وہ ہمارے لیے شریعت ہی نہ ہوسکتا ہی نہ ہم کو انکی اتباع کا حکم ہی۔ پس قرآن اور سنت رسول کی واجبیت و اصلیت میں ذرہ برابر شک باقی نہیں رہتا۔ ع کجا بود مرکب کجا تاختیم ٭ کا اعتراض ناظرین نہ فرمائیں گا سلسلہ بیان نے مجھے مقصود سے دور ڈال دیا اور دیباچہ کی دعاوی نے مجبور کردیا۔ آمدیم بر سر مطلب۔

حضرت مہدیؑ کی نسبت مختلف اقوال

ہمارے سُنی بھائی کہتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ اولاد امام حسنؑ سے ہوں گے ٭

شیعہ بھائی کہتے ہیں کہ نہیں وہ اولاد امام حسینؑ سے ہیں ٭

سُنی کہتے ہیں کہ جب اللہ کو منظور ہوگا امام مہدیؑ پیدا ہوں گے ٭

شیعہ کہتے ہیں کہ وہ پیدا ہوچکے ٭

سُنی کہتے ہیں حضرت مہدیؑ محمد بن عبداللہ ہوں گے ٭

شیعہ کہتے ہیں محمد بن حسن عسکری ہیں ٭

سُنی کہتے ہیں کہ حضرت مہدی کی ماں کا نام آمنہ ہوگا ٭

شیعہ کہتے ہیں انکی ماں کا نام نرگس تھا ٭

سُنی کہتے ہیں کہ انکی ولادت کی تاریخ مثل قیامت مخفی ہی ٭

شیعہ کہتے ہیں کہ آپ ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ یا ۲۵۸ھ شب جمعہ ۱۵۔ یا ۸ شعبان کو یا ۲۳۔ رمضان کو پیدا ہوچکے ٭

سُنی کہتے ہیں کہ آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہونگے +

شیعہ کہتے ہیں کہ آپ سرمن رائے (سامرہ) میں پیدا ہو چکے +

سُنی کہتے ہیں کہ انکے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پئینگے - بچے سانپ اور بچھو سے کھیلینگے - جزیہ اُٹھ جائیگا - ایک مذہب ہو جائیگا - کوئی خیرات لینے والا باقی نہ رہیگا دشمنانِ دین کو قتل کرینگے - عدل سے زمین کو بھر دینگے - ہمارے شیعہ بھائی بھی ان سب میں متفق ہیں مگر عدل و انتقام میں وہ ایک ایسی بات کہتے ہیں جو سنی نہیں کہتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام - ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ طلحہؓ - زبیرؓ وغیرہ وغیرہ - ہزاروں صحابہ کو اپنے معجزہ سے زندہ کرینگے - پھر انکو قید کر کے عذاب دینگے - پھر سولی دیدینگے - اس الزام میں کہ ان لوگوں نے جناب امیر علیہ السلام کا حق خلافت غصب کیا تھا ایذائیں پہنچائی تھیں -

ناظرین - یہانتک تو ہم کو اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں - جو جیسا کرتا ہے - پاتا ہے - روایات نے ہم کو التباس میں ڈالدیا - حقیقت حال سے ہم کو کچھ خبر نہیں - ایک کتاب میں تعریف ہے - ایک میں شکایت - ع

راست و دروغ بر گردن راوی

مگر ہم کو سخت تعجب آتا ہے جب ہم تحقیق سے کام لیتے ہیں کہ کیا حضرت مہدی کوئی شریعت ناسخ شریعت مصطفوی لیکر آئینگے - ہم نے جہاں تک شیعہ سنی کے بیشمار کتابوں کی سیر کی ہے ہم کو معلوم ہوا کہ آپ اپنے جدّ نامدار - احمد مختار صلعم کے دین و شریعت کی صرف حمایت کرینگے - ہم نے صحابہ کی شکایتیں جو شیعہ مذہب کی کتابوں میں دیکھی ہیں اُن الزامات کی سزا قید و قتل و سولی شریعت اسلام نے تو نہیں مقرر کی ہے - پھر الٰہی یہ کیسا عدل ہوگا آگے چلکے عدل و انتقام کی ایک ایسی داستان سنائی کہ ہمارا تو خوف سے کلیجہ کانپ گیا فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی ان ظالمین و غاصبین کی اولاد کو قتل کرینگے - آخر ہم بھی حضرت صدیق کی اولاد سے ہیں اور دن رات عجل اللہ فرجک و ظہورک - کی دعا مانگتے رہتے ہیں - اور ہم تو خیر ایک سنی ہیں - ہمارے ہزاروں عزا صدیقی ہیں اور وہ مذہب شیعہ رکھتے ہیں تو اگر نسل بکر کو حضرت امام نے قتل کر دیا تو تشیع نے کیا فائدہ دیا - اور اگر تشیع کی وجہ سے بچا دیا

تو قصاص نہوا۔ غالبًا ہماری دولتیں بھی چھین لینگے جس سے دولت کی فراوانی ہوگی۔ یہ تو عدل نہ ٹھہرا ایک ڈاکہ ٹھہرا۔

ناظرین میں نے یہ رزمانہ مضمون لکھکر حق ادا کر دیا آپ اپنی راے خود قائم کرلیں اتنا میں اپنی طرف سے کہے دیتا ہوں کہ یہ خیال ہمارے مسلمانوں میں اب بھی باقی ہے۔ وہ ونخ ش کن باتوں سے بہت خوش ہوتے اور اپنی تسکین کر لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو دنیا طلب بلکہ بندۂ زر لوگوں کی یہ بنائی ہوئی بات ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہوگا۔ پھر وہ دولت کاہے کو ہوئی۔ اور حاشا کہ جناب مہدی علیہ السلام ایسے عجیب و غریب انتقام و قتال سے دنیا کو بھر دینگے۔ اور شریعت اسلام کا ملیا میٹ کر دینگے۔

ہماری اپنی راے اور دعا

خداوندا۔ حضرت مہدی موعود جلد ظہور فرمائیں۔ خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ ہم کو قتل ہی کریں یا کچھ اور سزا دیں مگر یہ اختلاف جو پیدا ہوا ہے یہ تو رفع ہو۔ حق و باطل کی تمیز ہو جائے۔ ہمکو امام برحق کے ہاتھ پر توبہ اور بیعت نصیب فرما۔ ہم کو انکی اتباع و تمسک کی توفیق دے۔ ہم کو انکے مخلصین صادقین شیعوں میں داخل کر۔ ہدایت دے کہ ہم انکا ساتھ دیں انکی اطاعت کریں۔ ہماری آنکھیں۔ شاد۔ قلوب مسرور ہوں۔ آمین آمین۔

معزز ناظرین بعض بعض مضامین گذشتہ میں میں نے قلم کی روانی میں اپنی راے لکھنا چھوڑ دیا تھا مگر آپ کو اس سے مطلع ہونا ضرور ہے۔

آپکو تردد ہوگا کہ امام غائب و مخفی کی سفارت کیسی اور وہ بند کیوں ہوئی

ناظرین سفارت حضرت یار لوگوں کے ہتکنڈے تھے اس ذریعہ سے قوم کو لوٹتے۔ تباہ کرتے۔ فریب دیتے تھے۔ جب روشن خیال۔ روشن دماغ صاحب بصیرت شیعہ پیدا ہو گئے اور انھوں نے کچھ ہیر پھیر پہچانی تو سفیروں نے بھی اس ہتکنڈے کو چھوڑ دیا ورنہ نہ سفارت کچھ بند ہوتی نہ بند ہونے کی کوئی وجہ تھی۔

آپکو حضرت مہدی کے مخفی ہونیکے متعلق تردد ہوگا کہ اسکی اصل کیا ہے

ناظرین حضرت مہدی آخر الزمان کی ولادت کی تاریخ اور سنہ اور معلوم ہو چکے ہیں یہاں دوبارہ ناظرین کی آسانی کے لئے نقل کرتا ہوں سنہ ۲۵۵ یا سنہ ۲۵۶ یا سنہ ۲۵۸ ہجری

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کی تاریخ ۸ - ماہ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ ہجری ہے۔ اور سفارت سنہ ۳۲۹ ہجری سے قائم ہوئی تھی تو اس حساب سے غیبت کا زمانہ مابین سنہ ۲۶۰ لغایتہ سنہ ۳۲۹ ہجری ہے تو اس حساب سے زیادہ سے زیادہ آپکی عمر شریف نو دس سال کی ہوگی۔ نہ آپ نے کبھی دعوی سلطنت نہیں کیا تھا اور نہ کوئی دشمن تھا۔ معتمد اور مہدی اور معتمد کی کوئی شکایت بھی نہیں کیجاتی نہ کسی شہادت سے ثابت ہو کہ کوئی جان کا دشمن رہا ہو نہ دشمنی کی وجہ بیان کی جاتی ہے۔ نہ اس قلیل عمر میں کسی کا دشمن ہونا قرین عقل وقیاس ہے نہ چھپنا کسی صحیح مصلحت پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ نیابت و امامت کا حال تو الم نشرح ہو چکا ہے تفصیل کی حاجت نہیں۔ خوف کا زمانہ نہیں ہا سید محمد جونپوری اور مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدویت کا دعوی کردیا اور کوئی پرسان حال نہیں۔ حالانکہ شیعہ سُنی۔ دونوں انکے منکر و مخالف ہیں۔ بخلاف حضرت مہدی موعود کے۔ اگر حضرت مہدی علیہ السلام سُنی مذہب ہیں اور وہ سنیوں کے حامی ہونگے تو ایک عرصہ سے سلطنت عثمانیہ ترک و عرب میں قائم ہے بڑے جاہ وجلال سے مصر میں بھی انھیں کی سلطنت تھی۔ مراکو میں بھی۔ کابل و بخارا و خانیوہ میں بھی ہے ہی ہیں ہندوستان میں سالہا سال مغلوں اور ترکوں کی سلطنت تھی اس سے بڑھکر کیا اطمینان ہوسکتا ہے۔ اگر حضرت مہدی علیہ السلام شیعہ مذہب ہیں اور صرف انھیں کی حمایت کرینگے تو آپ کے زمانہ اختفا کے بہت قریب ابو شجاع اور انکے بیٹے عماد الدولہ و رکن الدولہ و معز الدولہ کی حکومت کا نہایت زور رہا چنگیز خان یا جس نے تمام سلطنت روس و چین و بغداد کو خاک میں ملادیا جسکے مقابلے سے تمام سلطنتیں کانپتی تھیں۔ اس کا پوتا سلطان غازان شیعہ مذہب ہوگیا اور تمام ملک میں مذہب شیعہ پھیل گیا تھا۔ پھر سلطنت برامکہ و سلاطین حمیدیہ وصفویہ کا تمام ایران پر قبضہ تھا۔ اور شیعیت کا وہ زور شور تھا جسکی مثال نہیں مل سکتی۔ بادشاہ کو حضرت صاحب الزمان کا نائب بنا کر قوم نے اسکو سجدہ کیا۔ بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اس مذہب میں ڈالدیا جسنے انکار کیا قتل کرادیا اہلسنت کی جمعہ و جماعت روکدی خطبوں میں علانیہ مذمت بیان ہوتی تھی۔ کوچہ و بازار میں لعنت کرائی۔ ہزارہا علماے اہلسنت کو قتل کرادیا۔ انکے مساجد خراب کردیئے اور بڑے بڑے علما کی قبریں اکھڑوا کر انکی ہڈیاں جلوادیں جیسے عین القضاۃ ہمدانی اور قاضی ناصر الدین

بیضاوی وغیرہ وغیرہ۔ صفویہ کے بعد زندیہ بھی اُس مذہب پر ہوئے۔ اور اب قاجاریہ بھی اُس مذہب پر ہیں۔ ہند۔ دکن میں قطب شاہی شیعہ سلطنت تقریباً دو سو برس تک رہی لکھنؤ میں ایک مدت دراز تک شیعہ سلطنت رہی۔ دہلی میں نورجہان نے شیعیت کو سلطنت میں داخل کر دیا تھا اور ہر جگہ سے التجا کی جاتی تھی۔ مگر تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ آپ اب بھی خوف اعدا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اعدا کا نام و نشان نہیں ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ قوم نے عادتی جلدی اس معاملہ میں بھی کی۔ عادت کے مطابق مہدی مہدی تو کہہ دیا مگر جب وہ باتیں نہ دیکھیں تو شرما کر چھپنے کا مضمون تراش لیا جس طرح رجعت وغیرہ کی ہزاروں باتیں داخل فی الدین ہو گئیں۔ جناب امیر کی نسبت بھی سالہا سال یہ عقیدہ رہا کہ رعد میں چھپے ہوئے ہیں اُس کی گرج آپ کے گھوڑے کی آواز اور اسکی چمک آپ کی تلوار کی چمک ہے۔ وغیرہ وغیرہ گو جعفریہ۔ امامیہ۔ کہتے ہیں کہ حضرت حسن عسکری کے کوئی فرزند محمد نام نہ تھا مگر ہم کو معلوم نہیں اور نہ ہم وثوق و صحت کے ساتھ ایسا کہہ سکتے ہیں۔ پس اگر کوئی فرزند محمد نام ہو بھی تو مہدویت کا اطلاق قبل از وقت ضرور ہے ✠

آپکو تردد ہوگا کہ بارہ خلیفہ قریش کے متعلق تم نے شیعہ سنی دونوں کی تغلیط بتائی مگر اپنی رائے ظاہر نہیں کی

معزز ناظرین۔ میری رائے میں یہ آیا ہے کہ حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی اولاد میں بارہ شخص خلیفہ ہوں گے اور وہ اولاد رسول سے ہوں گے۔ قریش سے آپ نے کنایہ فرمایا ہے مگر قوم نے جلدی کی ✠

